تحریک مودودیت پر
ایکسرے رپورٹ
[Part I]
ناشر۔ صہیب برادران۔ آگرہ

علامہ مودودی اور تحریک مودودیت

کی

ایکسرے رپورٹ

مرتبہ

ابو الاوصاف عبد القدوس رومی مچھلی شہری

مفتی شہر، جامع مسجد آگرہ

ناشر: صہیب برادرس آگرہ ۳

ناشر : صہیب برادرس ۹۸/۱۱ صابن کٹرہ آگرہ ۳
طباعت : (بارسوم) تاج آفسٹ پریس ۔ الہ آباد
تعداد اشاعت : باراول (جنوری ۱۹۷۹ء) ایک ہزار
باردوم (اپریل ۱۹۷۹ء) دو ہزار
بارسوم (نومبر ۱۹۷۹ء) ایک ہزار

کتاب ملنے کے پتے

۱۔ صہیب برادرس ۹۸/۱۱ صابن کٹرہ آگرہ ۳

۲۔ مکتبۂ نعمانیہ دیوبند

۳۔ ہندوستانی کتب خانہ ۔ حضرت نظام الدین ۔ نئی دہلی ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علامہ مودودی کی شخصیت ایک نظر میں

نام: سید ابوالاعلیٰ۔ والد بزرگوار کا نام سید احمد حسن مودود صاحب مرحوم و مغفور۔

پیدائش: ۳ رجب ۱۳۲۱ھ مطابق ۲۵ ستمبر ۱۹۰۳ء (مصنف رد فتنہ جناب ڈاکٹر سید انور علی صاحب نے اپنی کتاب رد فتنہ میں سن ہجری ۱۳۲۱ھ لکھدیا ہے جو غلط ہے)

عربی تعلیم: مدرسہ فوقانیہ اورنگ آباد میں حاصل کی ۱۹۱۴ء میں (یعنی صرف گیارہ سال کی عمر میں)۔

مولوی سکینڈ کلاس میں پاس کیا کیونکہ ریاضی میں بہت کمزور تھے عالم ہوتے ہوتے رہ گئے: اسکے بعد حیدر آباد میں "مولوی عالم" کے کلاس میں داخلہ لیا لیکن چھ ماہ بعد سلسلۂ تعلیم کو اس وجہ سے خیرباد کہنا پڑا کہ والد پر فالج کا سخت حملہ ہوا تھا۔

اخبار مدینہ: ۱۹۱۸ء میں اخبار مدینہ بجنور میں کام شروع کیا لیکن چند ماہ بعد دہلی اور پھر جبلپور منتقل ہو گئے۔

اخبار تاج: وہاں (جبلپور) سے اخبار "تاج" بحیثیت ایڈیٹر نکالا مگر وہ بھی زیادہ دن نہ چل سکا (مصنف نے رد فتنہ میں اخبار نہ چل سکنے کی کوئی تفصیل نہیں لکھی۔ خدا جانے موصوف کو خبر نہیں یا دانستہ پردہ ڈالا ہے۔ "جماعت اسلامی کا شیش محل" نامی کتاب میں ص ۲۱ پر یہ تفصیل درج ہے ملاحظہ ہو، اٹھائیس برس پہلے جب جبلپور میں مولانا مودودی کے ایک مقالہ پر "تاج" کے پرنٹر و پبلشر گرفتار ہوئے تو مودودی صاحب "تاج" کے ایڈیٹر تھے گرفتاری سے بچنے کیلئے یکایک دہلی روانہ ہو گئے ("ہلال نو" بمبئی ۱۰ اکتوبر ۱۹۴۸ء)۔

انگریزی تعلیم: اسی زمانہ میں انگریزی پڑھنے کا شوق ہوا۔ مولوی محمد فاضل صاحب

سے انگریزی پڑھی اور اتنی استعداد بہم پہنچائی کہ مضامین آسانی سے سمجھنے لگے۔

اخبار مسلم: ۱۹۲۰ء کے آخر میں حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب اور مولانا احمد سعید صاحب نے جمعیۃ العلماء ہند کیطرف سے اخبار "مسلم" نکالا اور انھیں ایڈیٹر مقرر کیا ۲۳ء تک وہ ایڈیٹری کے فرائض انجام دیتے۔ اسی دوران مختلف اساتذہ سے (بمشورہ حضرت مفتی صاحب) عربی ادب، تفسیر، حدیث، منطق اور فلسفہ کی کتابیں پڑھیں۔

حدیث کی تعلیم: مولانا اشفاق الرحمان صاحب کاندھلوی سے حاصل کی جو اس زمانہ میں ایک مستند اور بلند پایہ محدث تھے۔

الجمعیۃ اخبار: ۱۹۲۳ء میں مسلم اخبار بند ہوگیا تو جمعیۃ العلماء نے ۲۴ء میں الجمعیۃ جاری کیا اور اسکا ایڈیٹر بھی مودودی صاحب ہی کو مقرر کیا گیا۔ یہ سلسلہ ۱۹۲۸ء تک جاری رہا۔ (ردفتنہ ص ۲۲/۲۳)۔

مولانا یوسف صاحب بنوری علیہ الرحمۃ رقمطراز ھیں: "بدقسمتی سے نہ کسی دینی درسگاہ سے فیض حاصل کرسکے نہ جدید علوم کے گریجویٹ بن سکے، نہ کسی پختہ کار عالم دین کی صحبت نصیب ہوسکی ـــــ بلکہ بدقسمتی سے نیاز فتحپوری جیسے ملحد و زندیق کی صحبت نصیب ہوئی اُن سے دوستی رہی، انکی صحبت و رفاقت سے بہت کچھ غلط رجحانات اور میلانات پیدا ہو گئے"۔ (اکابر امت کی نظر میں ص ۴۲)

ترجمان القرآن کا اجراء: ۱۹۳۳ء میں حیدر آباد دکن سے اپنا رسالہ ترجمان القرآن نکالنا شروع کیا۔ جسکے مضامین نے بہت سے اصحاب علم اور ارباب صحافت کو اپنی طرف متوجہ کرلیا جسکے نتیجہ میں معتقدین کا ایک حلقہ تیار ہوگیا۔

جماعت کی تاسیس: ۱۹۴۱ء میں "حکومت الہیہ" کے نعروں کے ساتھ نام نہاد "جماعت اسلامی" کی بنیاد رکھدی جو اسوقت امت مسلمہ کیلئے زبردست فتنہ ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

"تحریک مودودیت" ہندوستان و پاکستان کی ایک مشہور و معروف تحریک ہے جس نے اب سے تقریباً چالیس سال پہلے علامہ مودودی کے خودساختہ "دارالاسلام" واقع پٹھانکوٹ میں علامہ موصوف کی شبانہ روز جد وجہد کے نتیجہ میں جنم لیا تھا۔

تحریک کے ابتدائی دور میں متعدد علماء کرام بھی بانی تحریک کی دلکش تحریروں سے متاثر ہوکر موصوف کے قصیدہ خواں بن گئے تھے۔ بلکہ بعض حضرات تو مدح خوانی سے آگے بڑھکر اصل تحریک کے روحِ رواں بھی ہو گئے تھے۔

حضرت مولانا سید سلیمان صاحب ندوی۔ حضرت مولانا مناظر احسن صاحب گیلانی حضرت مولانا عبدالماجد صاحب دریاآبادی وغیرہ جیسے بعض علماء ابتداءً علامہ مودودی کے مدح خواں رہے ہیں۔

اسی طرح حضرت مولانا ابوالحسن علی صاحب ندوی، حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی، مولانا مسعود عالم صاحب ندوی۔ مولانا امین احسن صاحب اصلاحی وغیرہم اسکے اولین سابقین اور بنیادی اراکین میں شامل رہ چکے ہیں۔

تھوڑے ہی دنوں بعد آہستہ آہستہ یہ حضرات جماعت سے کنارہ کش بھی ہونے لگے اور بعض حضرات نے تو بہت جلد ہی اپنی "مدح خوانی" کا کفارہ بھی اس طرح ادا فرما شروع کردیا کہ تحریک کی خطرناکی و زہرناکی کے خلاف مضامین بھی لکھنے شروع کردیئے ان حضرات کی تحریر و تقریر کے جو ریکارڈ اسوقت بھی موجود و محفوظ ہیں ان سے یہ حقیقت آج بھی دریافت کیجاسکتی ہے۔ لیکن کوئی شخص اگر محاسبۂ دنیا و آخرت سے بے خوف ہوکر ان حضرات کی کسی پرانی تحریر و تقریر کی بنیاد پر انھیں تحریک مودودیت کا مؤید و حمایتی

ثابت کرنا چاہتا ہے تو اسکی یہ عبارت باعث عبرت ونصیحت تو ہو سکتی ہے۔ موجب یقین اور وجہ عمل ہرگز نہ ہو سکے گی کیونکہ ان حضرات کی وہ تحریریں اور وہ بیانات جو بعد میں شائع ہوئے وہ ان پرانی تحریروں کو ناقابل توجہ اور نالائق اعتنا قرار دے چکے ہیں۔

ویسے بھی اپنے اکابر علماء، علامہ کے اس دور ابتدا میں بھی اپنی فراست ایمانی وبصیرت باطنی کے باعث اس "تحریک" کو اپنے وجدان وذوق ہی سے رد فرما چکے تھے جیسا کہ ہم آئندہ تفصیلی رپورٹیں پیش کرنے جا رہے ہیں۔

تحریک کے ابتدائی دور میں ایک زمانہ تک چونکہ علامہ مودودی کا اصل چہرہ اور اسی تحریک مودودیت کے اصل مضمرات واضح طور پر سامنے نہ آسکے تھے یہی وجہ ہے بعض علماء کو کچھ غلط فہمی ہی رہی جسکے باعث وہ حضرات علامہ سے متاثر یا معتقد رہے لیکن جیسے جیسے اور جتنی جتنی حقیقت ان حضرات پر منکشف ہوتی گئی۔ ہر ایک نے اپنے اپنے علم وفہم اور واقفیت اور بصیرت کے مطابق اس تحریک وجماعت سے متعلق اپنے تبدیل شدہ موقف کا اعلان واظہار فرماتے ہوئے تحریک سے اپنی بے تعلقی بھی ظاہر فرما دی ہے۔

آئندہ صفحات میں حضرات علماء دین وحکمائے اسلام کی وہ "یکسر سے رپورٹ" پیش کی جا رہی ہے جو ان حضرات نے "تحریک مودودیت" یا بانی تحریک کے حق میں ظاہر فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ احقر کی اس حقیر وناچیز کوشش کو مقبول ونافع بنا لے آمین۔

عبدالقدوس رومی - ۳۰ محرم ۹۹ھ

تحریک مودودیت اور اسکی خطرناکی اور زہرناکی

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرات علمائے دین و محبانِ اسلام کی تفصیلی "ایکسرے رپورٹ" پیش کرنے سے پہلے علامہ مودودی کی تصنیفات و تحریرات کے چند ضروری و اہم اقتباسات بطور نمونہ یہاں نقل کر دیئے جائیں کہ حضرات ناظرین کو مودودیت کی خطرناکی و زہرناکی کا اندازہ بطور خود بھی ہو جائے۔

پہلی بیماری

(مقام صحابیت کا انکار اور صحابۂ کرامؓ پر تنقید کی چھوٹ)

علامہ مودودی نے اپنی جماعت کے بنیادی دستور میں دفعہ ۶ یہ مقرر فرمائی ہے "رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سوا کسی انسان کو "معیار حق" نہ بنائے۔ کسی کو "تنقید سے بالاتر" نہ سمجھے۔ کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہو"

(دستور جماعت اسلامی ہند مطبوعہ مئی ۱۹۴۸ء)

حضرات کرام غور فرمائیں! کہ ــــ جماعت کا یہ اصول (جو ہر رکن کے لئے واجب التسلیم ہے) حضرات صحابۂ کرام کے اس مقام و منصب کا انکاری ہے جو اللہ و رسول نے ان حضرات کے لئے متعین و تجویز فرمایا ہے۔

(الف) ۱۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:۔

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ

وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ اُولٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ فَضْلاً مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ٥ (سورۂ حجرات) ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایمان کو محبوب و عزیز بنا دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں مزین وآراستہ فرما دیا ہے اور اسی نے کفر و فسق اور معصیت و گناہ کو تمہارے نزدیک ناپسندیدہ بنا دیا ہے۔ یہی لوگ واقعی راہ یاب ہیں اللہ تعالےٰ کے فضل واحسان سے۔ اور اللہ تعالیٰ صاحب علم وحکمت ہیں

۲۔ سورۂ فاتحہ میں ارشاد فرمایا ہے :۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم کی تفسیر و توضیح صراط القرآن یا صراط الرسول سے نہیں فرمائی ۔ بلکہ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ فرمایا جسکی توضیح و تفسیر خود قرآن مجید نے دوسری جگہ یوں فرما دی ہے

اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ ٥

ہر دو آیات کے مجموعہ سے یہ حقیقت متعین ہو جاتی ہے کہ راہ حق اور صراط مستقیم ہر زمانہ میں وہ راستہ رہا ہے جس کو اس زمانہ کے نبی و رسول اور انکی امت کے صدیقین و شہداء و صالحین نے اختیار کیا ہو۔

ایسی صورت میں علامہ مودودی کا صرف "رسول خدا" (صلی اللہ علیہ وسلم) کو "معیار حق" ہونے کیلئے مخصوص فرما کر حضرات صحابہؓ کے "معیار حق" ہونے کی نفی کرنا کسی طرح صحیح نہیں ہے۔

(ب) حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں :۔

۱۔ ترمذی شریف کی روایت میں ہے کہ ـــــ میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی جن میں سے صرف ایک فرقہ کو چھوڑ کر بقیہ سارے ہی فرقے دوزخ میں جائیں گے۔ یہ سنکر

حضرات صحابہؓ نے عرض کیا کہ وہ کون سا فرقہ ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ اس طریقہ پر چلنے والا فرقہ ہوگا جس طریقہ پر خود میں ہوں اور میرے بعد کے میرے صحابہ ہوں گے۔

اس حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حق و باطل ہونے کا معیار صرف یہی بتایا کہ وہ میرا اور میرے صحابہ کا طریقہ ہے اور وہ بھی اسطرح کہ اس طریقہ کو شخصیتوں سے الگ کر کے صرف طریقہ ہی کو "معیار حق" نہیں قرار دیا بلکہ اپنی ذات بابرکات اور اپنے صحابہ کرامؓ کی شخصیتوں کیطرف منسوب کر کے "معیار حق" قرار دیا ورنہ معیار حق کی وضاحت و تعیین میں اسطرح کی نسبت اور تازگی کی مطلق ضرورت نہ تھی۔

الغرض اس حدیث شریف کا حاصل یہی ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے صحابہ کرامؓ کے طریقے الگ الگ نہیں ہیں بلکہ جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے وہی صحابہ رسول کا بھی طریقہ ہے اسلئے جیسے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرقوں کے حق و باطل ہونے کا معیار ہیں ایسے ہی حضرات صحابہ رسول بھی معیار حق و باطل ہیں جنھیں سامنے رکھکر حق و باطل کو پرکھا جا سکتا ہے ۔۔۔۔ (تلخیص مضمون حضرت مولانا محمد طیب صاحب ۔۔۔ مقدمہ برمودودی دستور عقائد کی حقیقت ص۱۱ تا ص۱۴)۔

۲۔ مسند امام احمد۔ ترمذی و ابو داؤد اور ابن ماجہ کی روایت میں یہ مضمون بھی ہے:۔

"تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہیگا تو بڑے اختلافات دیکھے گا اسوقت تم لوگ اپنے اوپر میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم کرلو اسکو مضبوطی سے تھام لو بلکہ دانتوں سے اچھی طرح پکڑ لو"

اس حدیث شریف کی روشنی میں مودودی دستور و عقائد کی دفعہ ۶ میں "معیار حق" سے متعلق جو تخصیص و تحدید کیگئی ہے اسکی غلطی واضح ہو جاتی ہے۔ کیونکہ خود رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ ساتھ خلفائے راشدین کے طریقوں کی پیروی کا حکم دیکر انکے معیار حق ہونے کا صاف و صریح اعلان فرمادیا۔

دوسری بیماری

قابل احترام حضرات (مثلاً حضرت رسول مقبول ؐ اور صحابہ کرام رضؓ)

پر

تنقید نہ کرنا بُت پرستی ہے

"اگر کسی شخص کے احترام کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس پر کسی پہلو سے کوئی تنقید نہ کیجائے تو ہم اسکو احترام نہیں سمجھتے بلکہ بت پرستی سمجھتے ہیں۔ اور اس بت پرستی کو مٹانا منجلہ ان مقاصد کے اہم مقصد ہے جس کو جماعت اسلامی اپنے پیش نظر رکھتی ہے"

(ترجمان القرآن ص ۳۲۷ ۳۵/۳۶)

(بحوالہ دیوبند کا ایک نادان دوست ص ۱۵)

خدا تعالیٰ ھی بہتر جانتا ھے کہ

مودودی جماعت کے لوگ اپنے مرشد اور استاذ مودودی کا احترام اس انداز پر کرتے ہیں یا نہیں ؟ ——— اور بت پرستی میں مبتلا ہیں کہ نہیں ؟

تیسری بیماری

قرآن مجید کی ۳/۴ سے زیادہ تعلیم بلکہ اسکی حقیقی رُوح صرف علامہ پر بے نقاب ہوئی

"بعد کی صدیوں میں رفتہ رفتہ ان سب الفاظ کے وہ اصلی معنی جو نزول قرآن کے وقت سمجھے جاتے تھے بدلتے چلے گئے یہاں تک کہ ہر ایک لفظ اپنی پوری وسعتوں سے ہٹ کر نہایت محدود بلکہ مبہم مفہومات کیلئے خاص ہو گیا اسکی ایک وجہ تو خالص عربیت کے ذوق کی کمی تھی ——— نتیجہ یہ ہوا کہ قرآن کا اصل مدعا ہی لوگوں کیلئے سمجھنا مشکل ہو گیا ——— پس حقیقت یہ ہے کہ محض ان چار بنیادی اصطلاحوں کے مفہوم پر پردہ پڑ جانے کی بدولت قرآن کی تین چوتھائی سے زیادہ تعلیم بلکہ اسکی حقیقی روح نگاہوں سے مستور ہو گئی" (قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں ص ۱۱ تا ص ۱۳)

علامہ کی اس بیماری کی خطرناکی اور زہرناکی پر حضرت مولانا ابوالحسن علی صاحب ندوی نے بہت تفصیلی تبصرہ فرمایا ہے جو آئندہ صفحات میں علمائے دین اور حکمائے اسلام کی ایکسرے رپورٹ میں پیش کیا جائے گا۔

اس موقع پر تو حضرات ناظرین علامہ مودودی کی عبارت بالا کے مندرجات و مضمرات پر بطور خود غور فرمائیں علامہ نے دوسرے مفسرین اور مترجمین میں خالص عربیت کے ذوق کی کمی کا شکوہ فرماتے وقت خود اپنی ذات والا صفات پر غور نہ فرمایا کہ آنموصوف میں "خالص عربیت" کسقدر فراواں ہے کہ بذات خود نہ عربی لکھ سکتے ہیں نہ عربی بول سکتے ہیں یہاں تک کہ اپنے عربی مقالہ کی ترجمانی بھی مولانا ندوی سے کراتے ہیں۔

چوتھی بیماری

بعض صحابۂ کرامؓ کی تنقیصِ شان اور اُن پر تبرا بازی

علامہ مودودی نے اپنی مشہورِ بدنام تصنیف "خلافت و ملوکیت" میں "خلافتِ راشدہ" کی خصوصیات پر کلام فرماتے ہوئے خلیفۂ راشد سیدنا حضرت عثمان ذی النورین پر یوں تبرا فرمایا ہے :-

(الف) "بدقسمتی سے خلیفۂ ثالث حضرت عثمان اس معاملہ میں معیار مطلوب کو قائم نہ رکھ سکے" ــــــ (خلافت و ملوکیت صہ ۹۹)

(ب) "اسکا نتیجہ آخرکار وہی ہوا . . . . انکے خلاف شورش برپا ہوئی اور صرف یہی نہیں کہ وہ خود شہید ہوئے بلکہ قبائلیت کی دبی چنگاریاں پھر سلگ اُٹھیں جنکا شعلہ خلافت راشدہ کے نظام ہی کو پھونک کر رہا" (صہ ۱۰۰)

(ج) جب حضرت عثمان جانشین ہوئے تو رفتہ رفتہ اس پالیسی سے ہٹتے چلے گئے۔ انھوں نے پے در پے اپنے رشتہ داروں کو بڑے بڑے اہم عہدے عطا کئے اور ان کے ساتھ دوسری ایسی رعایات کیں جو عام طور پر لوگوں میں ہدف اعتراض بنکر رہیں" (صہ ۱۰۶)

(د) "یہ بات اول تو بجائے خود قابل اعتراض تھی کہ مملکت کا رئیس اعلیٰ جس خاندان کا ہو مملکت کے تمام عہدے بھی اسی خاندان کو دے دیئے جائیں" (صہ ۱۰۹)

(ہ) "حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی پالیسی کا یہ پہلو بلاشبہ غلط تھا اور غلط کام بہرحال غلط ہے خواہ وہ کسی نے کیا ہو اسکو خواہ مخواہ کی سخن سازیوں سے صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرنا نہ عقل

وانصاف کا تقاضا ہے اور نہ ہی دین کا یہ مطالبہ ہے کہ کسی صحابی کی غلطی کو غلطی نہ مانا جائے" (ص ۱۶۱)

(۵) "یہ بھی کچھ کم زیادتی نہیں ہے کہ اگر انہیں سے کسی نے کوئی غلط کام کیا ہو تو محض ان کی عزت و حرمت کی رعایت سے اسکو "اجتہاد" قرار دینے کی کوشش کریں۔ بڑے لوگوں کے غلط کام اگر انکی بڑائی کے سبب سے "اجتہاد" بن جائیں تو بعد کے لوگوں کو ہم کیا کہکر ایسے "اجتہادات" سے روک سکتے ہیں"؟ (ص ۱۴۳)۔

(ز) "کوئی غلط کام محض شرف صحابیت کیوجہ سے مشرف نہیں ہو جاتا بلکہ صحابی کے مرتبۂ بلند کیوجہ سے وہ غلطی اور زیادہ نمایاں ہو جاتی ہے" (ص ۱۴۲)

(ح) "حضرت علی کے پورے زمانۂ خلافت میں ہمکو صرف یہی ایک کام (قاتلین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو تقرب و منصب دینا) ایسا نظر آتا ہے جسکو غلط کہنے کے سوا کوئی چارہ نہیں" (ص ۱۴۶)

(ط) "مگر جب ملوکیت (حضرت معاویہ) کا دور آیا تو بادشاہوں نے اپنے مفاد، اپنی سیاسی اغراض اور خصوصاً اپنی حکومت کے قیام و بقا کے معاملہ میں شریعت کی عائد کی ہوئی کسی پابندی کو توڑ ڈالنے اور اسکی باندھی ہوئی کسی حد کو پھاندنے میں تامل نہ کیا۔۔۔۔ یہ پالیسی حضرت معاویہ کے عہد ہی سے شروع ہو گئی تھی" (ص ۱۷۳)

(ی) اور مال غنیمت کی تقسیم کے معاملہ میں بھی حضرت معاویہ نے کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کے صریح احکام کی خلاف ورزی کی" (ص ۱۷۴)

"خلافت و ملوکیت" کے صفحات میں اس قسم کی تبرا کی مثالیں بکھری پڑی ہیں نمونہ کے طور پر یہ دس مثالیں پیش کی گئی ہیں۔

(ان عقل کل کو بھلا کون یہ سمجھائے کہ آپ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی غلطی کو اجتہادی ماننے کیلئے بھی تیار نہیں ہیں تو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کے احکام کی صریح خلاف ورزی کا الزام و اعتراض کس نتیجہ تک پہونچائیگا۔ قرآن و حدیث نے انکا جو مقام و منصب تجویز فرمایا ہے یہ اسکا صریح انکار ہے کہ نہیں؟)۔

پانچویں بیماری

مسجودیتِ آدم کا انکار

تفہیم القرآن کی آزاد ترجمانی ملاحظہ ہو کہ سجدہ کی جگہ "جھک جاؤ" ترجمہ فرمایا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے :-

"پھر جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے آگے "جھک جاؤ" تو سب جھک گئے"

حاشیہ ۴۵ ملاحظہ ہو کہ سجدہ کا مطلب صرف انقیاد و تسخیر ارشاد فرما رہے ہیں :-

اُسکا مطلب یہ ہے کہ زمین اور اس سے تعلق رکھنے والے طبقہ کائنات میں جسقدر فرشتے مامور ہیں ان سب کو انسان کیلئے مطیع و مسخر ہو جانیکا حکم دیا گیا۔

. . . .

فرشتوں کو آدم کے لئے سربسجود ہو جانے کا جو حکم دیا گیا تھا اسکی نوعیت کچھ اسی قسم کی تھی۔ ممکن ہے کہ صرف مسخر ہو جانے ہی کو سجدہ سے تعبیر کیا گیا ہو مگر یہ بھی ممکن ہے کہ اس انقیاد کی علامت کے طور پر کسی ظاہری فعل (مثلاً سلوٹ دینا۔ ذ ۔ ومی) کا بھی حکم دیا گیا ہو اور یہی زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے"

(تفہیم القرآن ص ۶۴ و ۶۵)

(نوٹ) احادیث شریف میں اور کتب تفسیر میں مسجودیت آدم کی جو تفصیلات منقول ہیں علامہ کے نزدیک وہ سب لغو اور فضول ہیں اور انکے یہ عقلی تیر تکے منشاء خداوندی اور روح قرآن ہیں۔

(اعلان) علامہ کی تفسیر پر مفصل تبصرہ "تفہیم القرآن سمجھنے کی کوشش" کے عنوان سے رسالہ "نظام" کانپور اور "الجمعیۃ" سنڈے ایڈیشن میں شایع ہو رہا ہے عنقریب کتابی شکل میں شایع ہونیوالا ہے۔

چھٹی بیماری

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانیکا انکار

"رفع مسیح کے بارے میں جو کچھ میں نے کہا ہے وہ صرف یہ ہے کہ قرآن مجید کے الفاظ سیدنا مسیح علیہ السلام کے جسداً آسمان پر اُٹھائے جانے کی تصریح نہیں کرتے اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ اس مفہوم کے متحمل بھی نہیں ہیں بلکہ اسکا مطلب صرف یہ ہے کہ محض ان الفاظ کی بنا پر قطعیت کے ساتھ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ قرآن مجید رفع الی السماء کی تصریح کر رہا ہے"۔ (رسائل و مسائل حصہ سوم)۔

(حالانکہ "رفع مسیح الی السماء" قرآن مجید سے بھی ثابت ہے لفظ "متوفیك" کا مطلب حضرات مفسرین نے یہی لکھا ہے، اور قریب قیامت جسداً نزول احادیث متواترہ سے ثابت ہے علامہ کشمیری علیہ الرحمہ کا رسالہ "التصریح بما تواتر فی نزول المسیح" ثبوت تواتر کیلئے کافی ہے)

مگر مودودی صاحب تواتر حدیث اور اجماع امت کیخلاف فرماتے ھیں

"قرآن نہ اسکی تصریح کرتا ہے کہ اللہ انکو جسم و روح کیساتھ کرۂ زمین سے اٹھا کر آسمانوں پر کہیں لے گیا اور نہ یہی صاف کہتا ہے کہ انھوں نے زمین پر طبعی موت پائی اور صرف انکی روح اٹھائی گئی۔ اس لئے قرآن کی بنیاد پر نہ تو ان میں سے کسی ایک پہلو کی نفی کیجا سکتی ہے اور نہ اثبات"

(تفہیم القرآن ج اول ص ۴۲۰)

مودودی صاحب کھل کر صاف صاف آخر اپنے منکر حدیث ہونے کا اعلان کیوں نہیں فرما دیتے۔

ساتویں بیماری

پیغمبروں کی شان میں گستاخی

(الف) ان حضرات کیلئے "نفسِ شریر" کا استعمال

" انسان کے نفس میں یہ ایسی زبردست قوت ہے جو اکثر اسکی عقل وفکر پر چھا جاتی ہے اور بسا اوقات اسکو جانتے بوجھتے غلط راستوں پر بھٹکا دیتی ہے، معمولی آدمی تو درکنار بڑے بڑے لوگ بھی جو اپنے علم و فضل اور اپنی عقل وبصیرت اور فہم وفراست کے لحاظ سے یکتائے روزگار ہوتے ہیں اس، ہرن کی شرارتوں سے بچنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے ....

(چند آیات قرآنی اور انکے ترجمہ کے بعد) - - - - - - - - - - - -

اور تو اور بسا اوقات پیغمبروں تک کو اس " نفسِ شریر" کی رہزنی کے خطرے پیش آسکئے ہیں "۔

(تفہیمات جلد اول ص۱۴۹)

(ب) حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بھی یہی گستاخی

" وہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نہ فوق البشر ہے' نہ بشری کمزوریوں سے بالاتر ہے کس جاہل نے کہا ہے کہ وہ فوق البشر ہے"۔

(ترجمان القرآن شمارہ اپریل ۱۹۷۶ء جلد ۸۵)

(بحوالہ اکابر امت)

آٹھویں بیماری

"متعہ" (زنا) کا جواز

"متعہ کو مطلقاً حرام قرار دینے یا مطلقاً مباح ٹھہرانے میں سنّیوں اور شیعوں کے درمیان جو اختلاف پایا جاتا ہے اس میں بحث اور مناظرے نے بیجا شدّت پیدا کردی ہے ورنہ امر حق معلوم کرنا کچھ مشکل نہیں ہے انسان کو بسا اوقات ایسے حالات سے سابقہ پیش آجاتا ہے جبمیں نکاح ممکن نہیں ہوتا اور وہ زنا یا متعہ میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ ایسے حالات میں زنا کی بہ نسبت متعہ کرلینا بہتر ہے۔ مثلاً فرض کیجئے کہ ـــــ ایک جہاز سمندر میں ٹوٹ جاتا ہے اور ایک مرد و عورت کسی تختے پر بہتے ہوئے ایک ایسے سنسان جزیرہ میں جا پہونچتے ہیں جہاں کوئی آبادی نہو وہ ایک ساتھ رہنے پر بھی مجبور ہیں اور شرعی شرائط کے مطابق انکے درمیان نکاح بھی ممکن نہیں ہے ایسی حالت میں انکے لئے اسکے سوا چارہ نہیں کہ باہم خود ہی ایجاب و قبول کرکے اسوقت تک کیلئے عارضی نکاح کرلیں جبتک وہ آبادی میں پہنچ جائیں یا آبادی ان تک پہنچ جائے۔ کم و بیش ایسی ہی اضطراری صورتیں اور بھی ہوسکتی ہیں۔ متعہ اسی قسم کی اضطراری حالتوں کیلئے ہے" (ترجمان القرآن اگست ۵۵ء جلد ۴۴ عدد ۶)

استاذ مودودی صاحب نے ایک ہی مثال ذکر بسا اوقات بھی فرمادیا ہے اسلئے جوازِ متعہ کیلئے ایک مثال دوسری بھی پیش کیجاتی ہے کہ "بسا اوقات" کا فقرہ برمحل ہوجائے۔

دوسری مثال: ایک اجنبی مرد و عورت ایک ویرانے میں ایک غیر آباد مکان کے کسی کمرہ میں ہیں، تالا بند کرلیتے ہیں پھر چابی گم ہوجاتی ہے اب کیا کریں؟ یہی کرسکتے ہیں کہ متعہ کرلیں۔

نویں ۹ بیماری

سینما کا جواز

"میں اس سے پہلے بھی کئی مرتبہ یہ خیال ظاہر کر چکا ہوں کہ سینما بجائے خود جائز ہے۔ البتہ اسکا ناجائز استعمال اسکو ناجائز کر دیتا ہے۔ سینما کے پردے پر جو تصویر نظر آتی ہے وہ دراصل تصویر نہیں ہے بلکہ پرچھائیں ہے جس طرح آئینہ میں نظر آیا کرتی ہے اسلئے وہ حرام نہیں ہے۔ رہا وہ عکس جو فلم کے اندر ہوتا ہے تو جب تک کاغذ یا کسی دوسری چیز پر چھاپ نہ لیا جائے تو اس پر تصویر کا اطلاق ہو سکتا ہے نہ وہ ان کاموں میں سے کسی کام کیلئے استعمال کیا جا سکتا ہے جس سے باز رہنے ہی کی خاطر شریعت میں تصویر کو حرام کیا گیا ہے ان وجوہ سے میرے نزدیک سینما بجائے خود مباح ہے"

(رسائل و مسائل حصہ دوم ص۲۵۹ فقیہات بحوالہ آتش محل ۱۴۳)

استاذ مودودی صاحب نے سینما کی تصویروں کو تو پرچھائیں فرما کر جواز کا فتویٰ دیدیا مگر سینما کی موسیقی اور سنگیت (گانے بجانے) کے متعلق کچھ نہ فرمایا شاید وہ ریکارڈ میں ہونے کیوجہ سے جائز ہوگی۔

پھر یہ بات بھی صاف نہ ہو سکی کہ کیا ہر پرچھائیں کا دیکھنا جائز ہے تو پھر کسی برہنہ عورت کی پرچھائیں آئینہ میں یا پانی میں اگر دیکھ سکتا ہو تو ضرور لطف اندوز ہو سکتا ہے۔

دسویں بیماری

اسوۂ رسول اور سنت و بدعت کا انکار!

"میں اسوہ اور سنت و بدعت وغیرہ اصطلاحات کے ان مفہومات کو غلط بلکہ دین میں تحریف کا موجب سمجھتا ہوں جو بالعموم آپ حضرات کے یہاں رائج ہیں۔ آپکا یہ خیال کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جتنی بڑی داڑھی رکھتے تھے اتنی ہی بڑی داڑھی رکھنا سنت رسول یا اسوۂ رسول ہے یہ معنی رکھتا ہے کہ آپ عادات رسول کو بعینہ وہ سنت سمجھتے ہیں جسکے جاری اور قائم کرنے کیلئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء علیہم السلام مبعوث کئے جاتے رہے ہیں بلکہ میں یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ اس قسم کی چیزوں کو سنت قرار دینا اور پھر ان کے اتباع پر اصرار کرنا ایک سخت قسم کی بدعت اور ایک خطرناک تحریف دین ہے۔ جس سے نہایت بُرے نتائج پہلے بھی ظاہر ہوتے رہے ہیں اور آئندہ بھی ظاہر ہونے کا خطرہ ہے" (رسائل و مسائل ص۲۴۷ و ص۲۴۸ بحوالہ جماعت اسلامی کا شیش محل)

گیارھویں بیماری

روایات حدیث کے مطابق حضرت مہدی کا انکار

اور بزعم خود و بقلم خود "لیڈر مہدی" ہونے کی امیدواری

"عقیدۂ ظہور مہدی کے متعلق عام لوگوں کے تصورات کچھ اس قسم کے ہیں مگر میں

بارہویں ۱۲ بیماری

حضرات صحابہؓ کرام کا سئے بدر و اُحُد میں حرص و طمع، بخل و خود غرضی، بے صبری، ناخدا ترسی وغیرہ کی دریافت

تفہیم القرآن تفسیر سورہ آل عمران میں استاذ مودودی فرماتے ہیں:۔

(الف) "اب چونکہ احد میں مسلمانوں کی شکست کا سبب ہی ہوا کہ ان کے اندر "صبر کی کمی" تھی اور ان کے افراد سے بعض ایسی غلطیاں بھی سرزد ہوئی تھیں جو "خدا ترسی" کے خلاف تھیں اسلئے یہ خطبہ (سورہ آل عمران) جس میں انھیں ان کمزوریوں پر متنبہ کیا گیا ہے" (جلد اول صہ ۲۸۴)

(ب) "احد کی شکست کا سب سے بڑا سبب یہ تھا کہ مسلمان عین کامیابی کے موقع پر مال کی طمع سے مغلوب ہو گئے اور اپنے کام کو تکمیل تک پہنچانے کے بجائے غنیمت لوٹنے میں لگ گئے" (جلد اول صہ ۲۸۷)

(ج) "سود خواری جس سوسائٹی میں ہوتی ہے اسکے اندر سود خواری کیوجہ سے دو قسم کے اخلاقی امراض پیدا ہوتے ہیں، سود لینے والوں میں حرص و طمع، بخل اور خود غرضی، اور سود دینے والوں میں نفرت۔ غصہ اور بغض و حسد ۔ احد کی شکست میں ان دونوں قسم کی بیماریوں کا کچھ نہ کچھ حصہ شامل تھا" (جلد اول صہ ۲۸۸)۔

تیرھویں ۱۳ بیماری

حضرات صحابہ کرامؓ کے خلاف مدعی و مستغیث بننے کا شوق

استاذ مودودی صاحب "خلافت و ملوکیت" ص ۳۲۰ پر رقمطراز ہیں :۔

"میں یہ بات بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں نے قاضی ابو بکر ابن العربیؒ کی العواصم من القواصم، امام ابن تیمیہؒ کی "منہاج السنۃ" اور حضرت شاہ عبد العزیزؒ کی تحفہ اثنا عشریہ" پر انحصار کیوں نہ کیا میں ان بزرگوں کا نہایت عقیدتمند ہوں ۔۔۔ لیکن جس وجہ سے اس مسئلہ پر میں نے انپر انحصار کرنیکے بجائے براہ راست اصل ماخذ سے خود تحقیق کرنے اور اپنی آزادانہ رائے قائم کرنیکا راستہ اختیار کیا وہ یہ ہے کہ ان تینوں حضرات نے دراصل اپنی کتابیں تاریخ کی حیثیت سے بیان واقعات کیلئے نہیں بلکہ شیعوں کے شدید الزامات اور انکی افراط و تفریط کے رد میں لکھی ہیں جسکی وجہ سے عملاً انکی حیثیت وکیل صفائی کی سی ہو گئی ہے اور وکالت خواہ الزام کی ہو یا صفائی کی اسکی عین فطرت یہ ہوتی ہے کہ اسمیں آدمی اسی مواد کیطرف رجوع کرتا ہے جس سے اسکا مقدمہ مضبوط ہوتا ہو اور اس مواد کو نظر انداز کر دیتا ہے جس سے اسکا مقدمہ کمزور ہو جائے" (خلافت و ملوکیت ص ۳۲۰)۔

(قابل غور) ؛ استاذ مودودی صاحب نے قاضی ابو بکر ابن العربیؒ علامہ ابن تیمیہؒ اور شاہ عبد العزیزؒ صاحب کی ساری تحقیقات پر صرف یہ کہکر پانی پھیر دیا کہ "وہ سب وکیل صفائی ہیں" جسکا مطلب دوسرے لفظوں میں یہ ہوا کہ حضرت عثمان غنیؓ اور انکے ساتھی دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو واقعی ملزم ہیں اسلئے ان کے معاملہ میں انکے کسی وکیل صفائی کی بات قابل یقین ہی کہاں ہو سکتی ہے اسی وجہ سے استاذ نے ان حضرات کی تحقیقات کو قابل اعتبار نہ سمجھا اور بذات خود داد تحقیق دی۔

اب یہ فیصلہ ناظرین کو کرنا ہے کہ وہ حضرت استاذ مودودی کے حق میں کیا پسند کرتے ہیں وہ موصوف کو "سبائی مدعیوں" کے مقام پر دیکھنا چاہتے ہیں یا انکے لئے "جج" کی کرسی موزوں ہوگی؟

علمائے دین و حکمائے اسلام کی ایکسرے رپورٹ

ملاحظہ ہو

۱۔ حکیم الامۃ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

(الف) (بانی تحریک کے متعلق) "باتوں کو نجاست میں ملا کر کہتا ہے اہل باطل کی باتیں ایسی ہی ہوا کرتی ہیں" (ترجمان اسلام لاہور بابت دسمبر ۱۹۵۸ء بحوالہ اکابر امت کی نظر میں ص۸)

(ب) (تحریک مودودیت کے متعلق) "میرا دل اس تحریک کو قبول نہیں کرتا" (اکابر امت ص۸)

(نوٹ) حضرت حکیم الامۃ علیہ الرحمۃ کی حیات میں مودودیت حالت رضاعت میں ہی تھی باقاعدہ جماعت وجود میں نہیں آئی تھی ایسی صورت میں حضرت کے وجدان و ذوق کا یہ فتویٰ بھی قابل توجہ ہے۔

یہی بات مولانا عبدالماجد یوں فرماتے ہیں:۔

"حضرتؒ کا ذوق سلیم اس زمانہ میں اس جماعت کی طرف سے کھٹک گیا تھا اور حضرت کی "فراست دینی" اسی وقت امیر جماعت کیطرف سے بدگمان ہو گئی تھی حالانکہ اسوقت تک جماعت کیطرف سے ان مفاسد کا ظہور نہیں ہونے پایا تھا جو بعد کو ہوا (جماعت اسلامی کا شیش محل ص۳۲)

۲۔ حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

(الف) "یہ جماعت گمراہ جماعت ہے۔ اسکے عقائد اہلسنت والجماعت اور قرآن وحدیث کے خلاف ہیں"

(ب) "اس جماعت کے ساتھ مل کر کام کرنا اور تعاون کرنا درست نہیں"

(ج) "ان جماعت کی کوشش اس اسلام کیلئے نہیں جو کہ حقیقی ہے بلکہ ایک نام نہاد مودودی صاحب کے اختراعی اور نئے اسلام کے لئے ہے یہ لوگ عام مسلمانوں کو دھوکہ دینے اور اپنا ہمدم بنانے کیلئے اسلام اور دین کا نام لیتے ہیں ناواقف لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ اصلی دیندار ہیں"۔

(د) "ان کے رسالوں اور کتابوں میں دینی پیرائے میں وہ بددینی اور الحاد کی باتیں مندرج ہیں جنکو ظاہر بیں اور ناواقف انسان نہیں سمجھ سکتے اور بالآخر اس اسلام سے جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے اور امت محمدیہ جس پر ساڑھے تیرہ سو برس سے عمل پیرا رہی ہے بالکل علیحدہ اور بیزار ہوتے جاتے ہیں"

(اکابر امت کی نظر میں ص ۹)

(ہ) "مودودی صاحب کا کتاب وسنت کا بار بار ذکر فرمانا محض ڈھونگ ہے وہ نہ کتاب کو مانتے ہیں اور نہ سنت کو مانتے ہیں بلکہ وہ خلاف سلف صالحین ایک نیا مذہب بنارہے ہیں اور اسی پر لوگوں کو چلا کر دوزخ میں ڈھکیلنا چاہتے ہیں۔

(مودودی دستور وعقائد کی حقیقت ص ۵۷)

۳۔ مفتیٔ اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

(الف) "مودودی صاحب جماعت کے افسر مولوی ابوالاعلیٰ مودودی کو میں جانتا ہوں کہ وہ کسی معتبر اور معتمد علیہ عالم کے شاگرد اور فیض یافتہ نہیں ہیں"

(ب) "اگرچہ انکی نظر اپنے مطالعہ کے لحاظ سے وسیع ہے، تاہم دینی رجحان ضعیف ہے"

(ج) "اجتہادی شان نمایاں ہے اور اسی وجہ سے ان کے مضامین میں بڑے بڑے علمائے اعلام بلکہ صحابۂ کرامؓ پر بھی اعتراضات ہیں"

(د) "اسلئے مسلمانوں کو اس تحریک سے علیحدہ رہنا چاہئے اور ان سے میل جول اور اتحاد نہ رکھنا چاہیئے"

(ھ) "انکے مضامین بظاہر دلکش اور اچھے معلوم ہوتے ہیں مگر انمیں وہ باتیں دل میں بیٹھتی چلی جاتی ہیں جو طبیعت کو آزاد کر دیتی ہیں اور بزرگان اسلام سے بدظن کر دیتی ہیں"

(دستخط) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ۔ دہلی۔

(اکابر امت کی نظر میں ص۹۔ شیش محل ص۳۲)

۴۔ حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی تھانوی علیہ الرحمۃ صدر جمعیۃ علمائے پاکستان ڈھاکہ فرماتے ہیں

(الف) "بظاہر یہ شخص منکر احادیث ہے"

(ب) "دائرہ اسلام سے تو خارج نہیں مگر گمراہ اور بدعتی ہے"
(ج) "ایسے شخص سے مسلمانوں کو دور رہنا چاہیئے اور اسکی باتوں پر اعتماد نہ کرنا چاہیئے اسکو جاہل اجہل (سب سے بڑا جاہل) سمجھنا چاہیئے" (اکابر امت کی نظر ص۱۳)

۵۔ حضرت مولانا احمد علی صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

(الف) "مودودی صاحب ایک نیا اسلام مسلمانوں کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں"
(ب) اور نیا اسلام لوگ تب ہی قبول کریں گے جب پرانے اسلام کے درو دیوار منہدم کر کے دکھا دیئے جائیں"
(ج) اور مسلمانوں کو اس امر کا یقین ہو جائے کہ ساڑھے تیرہ سو سال کا اسلام جو تم لئے پھرتے ہو وہ ناقابل قبول اور ناقابل عمل ہو گیا ہے" (جماعت اسلامی کا شیش محل ص۱۰)

۶۔ حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندہری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

"مودودی اور اسکے متبعین کے بعض مسائل خلاف اہلسنت و جماعت کے ہیں۔ سلف صالحین کی اتباع کے منکر ہیں لہذا بندہ انکو ملحد سمجھتا ہے" (شیش محل ص۱۲)

۷۔ حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی رز

(شیخ التفسیر جامعہ اسلامیہ بھاولپور فرماتے ہیں)

"مودودی صاحب کی تحریرات پر نگاہ ڈالی گئی، موصوف کے متعلق میرا تأثر یہ ہے کہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے اسلام سے مطمئن نہیں اسلئے اسکو اپنے ڈھب پر لانا چاہتے ہیں جسکے لئے اصلی اسلام میں ترمیم ناگزیر ہے لیکن اسکا چھپانا بھی ضروری ہے اسلئے وہ اپنی ترمیم کے تخریبی عمل کو انشا پردازی، اقامت دین کے نعروں یورپی طرز کے پروپیگنڈے کے پردوں میں چھپانے کی کوشش کرتے ہیں" (جماعت اسلامی کا شیش محل ص۱۱)

۸۔ مفتیٔ پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب علیہ الرحمہ سابق مفتی دار العلوم دیوبند فرماتے ہیں

(نوٹ) میری سابقہ تحریرات اگر اس تازہ تحریر کے موافق ہوں فبہا اور اگر سابقہ تحریر میں کوئی چیز اسکے خلاف محسوس ہو تو اسے منسوخ سمجھا جائے اور اب میری رائے کے حوالہ کیلئے صرف ذیل کی تحریر پر اعتماد کیا جائے

مودودی صاحب کی بنیادی غلطی

احقر کے نزدیک مولانا مودودی صاحب (خود حضرت مفتی صاحبؒ کے اسی فتوی کے پیش نظر علامہ مودودی کیلئے "مولانا" کا مقدس و محترم لفظ شاید برمحل نہو) کی بنیادی غلطی یہ ہے کہ وہ عقائد و احکام میں ذاتی اجتہاد کی پیروی کرتے ہیں خواہ انکا اجتہاد جمہور علمائے سلف کے خلاف ہو حالانکہ احقر کے نزدیک ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ منصب اجتہاد کے شرائط انمیں موجود نہیں ہیں اس بنیادی غلطی کی بنا پر انکے لٹریچر میں بہت سی باتیں غلط اور جمہور علمائے اہلسنت کے خلاف ہیں اسکے علاوہ انھوں نے اپنی تحریروں میں علمائے سلف یہاں تک کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم پر تنقید کا جو انداز اختیار کیا ہے وہ انتہائی غلط ہے۔ خاص طور سے "خلافت و ملوکیت"، میں بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو جسطرح صرف تنقید ہی نہیں بلکہ ملامت کا بھی ہدف بنایا گیا ہے اور اس پر مختلف حلقوں کیطرف سے توجہ دلانے کے باوجود اصرار کی جو روش اختیار کیگئی ہے وہ جمہور علمائے اہلسنت و جماعت کے طرز کے بالکل خلاف ہے"

نیز ان کے عام لٹریچر کا مجموعی اثر بھی اسکے پڑھنے والوں پر بکثرت یہ محسوس ہوتا ہے کہ

سلف صالحین پر مطلوب اعتماد نہیں رہتا اور ہمارے نزدیک یہ اعتماد ہی دین کی حفاظت کا بڑا انحصار ہے۔ اس سے نکل جانے کے بعد پوری "نیک نیتی" اور "اخلاص" کے ساتھ بھی انسان نہایت غلط اور گمراہ کن راستوں پر پڑ سکتا ہے۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ انکو "منکرین حدیث" "قادیانیوں" یا "اباحت پسند" لوگوں کی صف میں کھڑا کرنا بھی میرے لئے درست نہیں جنھوں نے سود، شراب، قمار اور اسلام کے کھلے محرمات کو حلال کرنے کیلئے قرآن وسنت میں تحریفات کی ہیں بلکہ ایسے لوگوں کی تردید میں انکی تحریریں ایک خاص سطح کے نوتعلیم یافتہ حلقوں میں موثر اور مفید بھی ثابت ہوئیں یہ بات میں ہمیشہ سے کہتا آیا ہوں لیکن اگر کوئی شخص میری اس بات کو بنیاد بنا کر یہ کہے کہ میں مودودی صاحب کے ان نظریات سے متفق ہوں جو انھوں نے جمہور علماء کے خلاف اختیار کئے ہیں تو یہ بالکل غلط اور خلاف واقعہ بات ہے۔

افراد جماعت اور بانی جماعت مودودی صاحب دونوں کا حکم ایک ہے یا الگ الگ؟

اگرچہ جماعت کے قانون میں مولانا مودودی صاحب اور جماعت اسلامی الگ الگ حیثیت رکھتے ہیں اور اصولاً جو بات مودودی صاحب کے بارے میں درست ہو ضروری نہیں کہ وہ جماعت اسلامی کے بارے میں بھی درست ہو لیکن عملی طور سے جماعت اسلامی نے مولانا مودودی صاحب کے لٹریچر کو نہ صرف جماعت کا علمی سرمایہ اور اپنے "عمل کا محور" بنایا ہوا ہے بلکہ اسکی طرف سے زبانی اور تحریری مدافعت کا عام طرز عمل ہر جگہ مشاہدہ میں آتا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ جماعت کے افراد بھی ان نظریات اور تحریروں سے متفق ہیں البتہ کچھ مستثنیٰ حضرات ایسے ہوں جو مذکورہ بالا امور میں مولانا مودودی سے اختلاف رکھتے ہوں اور جمہور علمائے اہلسنت کے مسلک کو اسکے مقابل درست سمجھتے ہوں انپر اس رائے کا اطلاق نہیں ہوگا۔

مودودی صاحبان کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم

نماز کے بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ امام اس شخص کو بنانا چاہیئے جو جمہور اہلسنت کے مسلک کا پابند ہو لہٰذا جو لوگ مودودی صاحب سے مذکورہ بالا امور میں متفق ہوں انھیں باختیار خود امام بنانا درست نہیں البتہ کوئی نماز ان کے پیچھے پڑھ لی گئی ہو تو نماز ہو گئی۔

یہ میری ذاتی رائے ہے جو اپنی حد تک غور و فکر فیما بینی و بین اللہ قائم کی ہے میں کسی مسلمان کے بارے میں بدگمانی اور بے احتیاطی سے بھی اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اور دین کے معاملہ میں مداہنت سے بھی۔ جن حضرات کو میری اس رائے سے اتفاق نہ ہو وہ اپنے عمل کے مختار ہیں مجھے ان سے کوئی مباحثہ کرنا نہیں، نہ میرے قویٰ اور مصروفیات اسکے متحمل ہیں۔ اگر کوئی صاحب اسکو شایع کرنا چاہیں تو ان سے میری درخواست ہے کہ اسکو پورا شایع کریں ادھورا یا کوئی ٹکڑا شایع کر کے خیانت کے مرتکب نہوں۔ واللہ المستعان وعلیہ التکلان۔

(بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ - ۱۲ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ)

(جواہر الفقہ ص۰۷ تا ص۷۲)

تذئیل : - حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کی ہدایت کے بموجب انکی تحریر تو پوری شایع کیجا رہی ہے لیکن احقر کو اس تحریر سے متعلق کچھ اپنی معروضات بھی پیش کرنی ہیں۔

حضرت مفتی صاحب نے اتنی صراحت و وضاحت کے باوجود علامہ مودودی کے زیغ و ضلال کی تعیین نہیں فرمائی کہ علامہ مودودی کو منکرین حدیث، قادیانیوں یا اباحت پسند لوگوں کی صف میں تو کھڑا کرنا تو حضرت مفتی صاحب کیلئے درست نہیں ہے لیکن یہ صراحت باقی رہ گئی کہ آخر وہ علامہ کو کن لوگوں کی صف میں کھڑا کرنا پسند فرماتے ہیں ؟ کیا انھیں روافض و خوارج یا اہل اعتزال کی صف میں رکھنا چاہتے ہیں یا اور کسی نئی صف میں کھڑا کرنا چاہتے ہیں ؟

۹۔ حضرت علامہ سید سلیمان ندوی علیہ الرحمۃ خلیفۂ حضرت حکیم الامۃؒ فرماتے ہیں

(مکتوب بنام مولانا مسعود عالم صاحب ندوی)

(ابتداءً جماعت اسلامی کے ظاہری چند اصولوں کی تعریف کے بعد تحریر فرماتے ہیں) مجھے جو اختلاف ہے اور جو خطرات ہیں انکو ظاہر کرتا ہوں :۔

(۱) ادعائی لوگوں سے میں چوکنا رہتا ہوں۔ ابوالکلام کے ساتھ میرا یہی معاملہ رہا اور مرزا قادیانی کے باب میں علماء سے شروع ہی میں یہی غلطی سالہا سال تک ہوتی رہی جسکا خمیازہ آجتک بھگتنا جارہا ہے۔

(۲) دوسری چیز طرز تعبیر ہے۔ مسائل اسلامیہ کی تشریح عصری اصطلاحات تعبیر سے نسبتاً آسان ہوجاتی ہے، اسلئے یہ راستہ آسان ہوتا ہے لیکن اس راستہ سے قلب حقائق کا بڑا اندیشہ رہتا ہے اسلئے بڑی احتیاط کی راہ ہے۔

(۳) دین کو تمام تر سیاسیات و نظام سیاست و عمران بنانے سے یہ ڈر لگتا ہے کہ اسکو اہمیت اسقدر نہ دیدی جائے یا متاثر حلقہ پر یہ اثر نہ پڑجائے کہ دین کے وہ اجزاء جنکا تعلق دین کے ماوراے مادی حقائق اور عبادات سے ہے، وہ یکسر بیکار اور تہی مایہ معلوم ہونے لگیں۔

اس اندیشہ کی تھوڑی سی تصدیق آپ کی جماعت کے ایک وکیل صاحب (میاں طفیل مراد ہیں جو اسوقت قیم جماعت تھے اور اب امیر جماعت ہیں) سے ہوئی جو الہ آباد کی مجلس شوریٰ میں شرکت کے لئے جارہے تھے انھوں نے ازراہ عنایت ندوہ آکر مجھ سے ملاقات کی اور گفتگو کا آغاز اس انداز میں فرمایا جس سے مقصود یہ تھا

کہ یہ بظاہر الٹی سیدھی نماز اور روزہ اصل قیام نظام دینی کے بغیر بیکار ہیں میں سمجھا کہ بیچارہ ابھی نشہ ہوا ہے جوش میں اسکو ایسا نظر آتا ہے۔

بہرحال میرے اندیشے تھے اور ہیں۔

تذئیل و تسہیل :۔ احقر راقم السطور عرض کرتا ہے :۔

علامہ سید سلیمان ندوی نے اپنے اس مکتوب گرامی میں جو کچھ ارشاد فرمایا ہے اسکے مخاطب چونکہ مولانا مسعود عالم صاحب تھے اسلئے یہ مکتوب گرامی عام ناظرین کے لئے کچھ تسہیل طلب ہے۔

نمبر ایک میں علامہ کا مقصد یہ ہے کہ میں ایسے لوگوں کی طرف سے چوکنا اور غیر مطمئن رہتا ہوں جنکی طرف سے اپنے تفوق و برتری کا اظہار ہوتا ہو اور مستقبل میں کسی قسم کے دعویٰ کا اندیشہ پایا جاتا ہو۔ اس سلسلہ میں علامہ نے مرزا قادیانی کی مثال دی ہے کہ مرزا جی نے بھی آریہ سماجیوں کی تردید و ابطال اور مناظروں سے اپنے کام کی ابتدار کی تھی جسکی وجہ سے شروع شروع میں علماء نے اسکا خطرہ صحیح طور پر محسوس نہیں کیا اور بعض پہلوؤں سے انکی خدمت کو سراہا گیا نتیجہ یہ ہوا کہ قادیانیت کو مسلمانوں کے درمیان پاؤں جمانے کا موقع ہاتھ آگیا اور واقعہ یہی ہے کہ حضرت علامہ کا یہ اندیشہ بالکل صحیح نکلا اور بالکل اسی طرح علامہ مودودی کی تحریرات کو بعض حلقوں کیلئے مفید قرار دینے کا نتیجہ بھی آج وہی سامنے آگیا کہ تحریک مودودیت نے بھی مسلمانوں میں اپنی جڑیں اچھی طرح جمالی ہیں۔

نمبر دو میں علامہ کا مقصد یہ ہے کہ علامہ مودودی نے اصل دین اسلام اور احکام اسلام کی تفہیم و تشریح کے سلسلہ میں جو طرز تعبیر اختیار کی ہے وہ بڑی حد تک خطرناک ہے کیونکہ عصری اصطلاحات کے ذریعہ مسائل اسلامیہ کی تشریح نسبتاً آسان تو ہو جاتی ہے مگر اس راستہ سے قلب حقائق کا بڑا اندیشہ رہتا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا بھی

کہ علامہ نے اصل عبادات اسلام کو جو کہ اصل مقصد و مطلوب حق ہیں وسیلہ اور ذریعہ ہی بنا کر پیش کر دیا ہے۔

آخر کار یہ ماننا اور کہنا پڑتا ہے کہ علامہ کی تحریرات دلپذیر و جاذب توجہ تو ضرور ہیں لیکن اسی کے ساتھ ساتھ "قلب حقائق" کا وہ اندیشہ و خطرہ بھی پوری طرح سامنے آچکا ہے جسکا مداوا اب علامہ مودودی کے اختیار میں بھی نہیں رہ گیا ہے۔

میاں طفیل صاحب نے علامہ سید سلیمان ندوی پر اپنی تحریک کی افادیت و اہمیت ظاہر کرنے کیلئے جو کچھ ارشاد فرمایا تھا جسے علامہ ندوی نے "نئے شدہ" ہونے کا نتیجہ ظاہر فرمایا ہے تو حقیقت یہ ہے کہ میاں طفیل صاحب کا وہ تاثر صرف ان کے نئے شدہ ہونے ہی کا اثر نہ تھا بلکہ واقعہ یہی ہے کہ علامہ مودودی بذات خود ایسے ہی نظریات کے جنم داتا ہیں اور اپنے ایسے ہی نظریات کو تفسیر قرآن اور تفہیم قرآن کے عنوان سے پیش کرنے کے لئے موصوف نے اپنی تفسیر تفہیم القرآن تصنیف فرمائی ہے۔ چنانچہ موصوف سورۂ بقر کی ابتدائی آیات کی تفسیر میں یُقِیمُونَ الصَّلٰوۃَ کے تحت یوں ارشاد فرماتے ہیں:-

"یہاں یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ "اقامت صلوۃ" ایک جامع اصطلاح ہے اسکے معنی صرف یہی نہیں ہیں کہ آدمی پابندی کے ساتھ نماز ادا کرے بلکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ اجتماعی طور پر نماز کا نظام باقاعدہ قائم کیا جائے اگر کسی بستی میں ایک ایک شخص انفرادی طور پر نماز کا پابند ہو لیکن جماعت کے ساتھ اس فرض کے ادا کرنے کا نظم نہ ہو تو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہاں نماز قائم کیجا رہی ہے" (تفہیم القرآن ص۵۱ ج۱)۔

اس بیچارہ نئے شدہ ہونے والے میاں طفیل نے علامہ سید سلیمان صاحب سے جو کچھ کہا تھا وہ علامہ مودودی کے ایسے ہی ارشادات کی ترجمانی تھی، اس بیچارہ کا کیا قصور؟

۱۰ - محدثِ اعظم حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری علیہ الرحمہ امیر مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان فرماتے ہیں

(الف) " مودودی صاحب کی بہت سی چیزیں پسند بھی آئیں اور بہت سی ناپسند بھی لیکن عرصہ دراز تک جی نہ چاہا کہ انکو مجروح کیا جائے ۔ انکے جدید انداز بیان سے جی چاہتا تھا کہ جدید نسل فائدہ اٹھائے ۔ اگرچہ بعض اوقات انکی تحریرات میں ناقابل برداشت باتیں بھی آئیں لیکن " دینی مصلحت " کے پیش نظر برداشت کرتا رہا اور خاموش رہا (یہی برداشت اور خاموشی اس سے بہت پہلے مرزا غلام احمد قادیانی سے متعلق بھی بیجا طور پر برتی جاچکی تھی جسکا شکوہ علامہ ندوی نے فرمایا ہے)

(ب) " لیکن اتنا اندازہ نہ تھا کہ یہ فتنہ عالمگیر صورت اختیار کریگا اور دن بدن انکے شاہکار قلم سے نئے نئے شگوفے پھوٹتے رہیں گے صحابہ کرام اور انبیاء کرام علیہم السلام کے حق میں ناشائستہ الفاظ استعمال ہونگے ۔ آخر " تفہیم القرآن " اور " خلافت و ملوکیت " اور " ترجمان القرآن " میں روز بروز ایسی چیزیں نظر آئیں کہ اب معلوم ہوا کہ بلاشبہ انکی تحریرات اور تالیفات " عہد حاضر کا سب سے بڑا فتنہ ہے . . . . اب حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ سکوت " جرم عظیم " معلوم ہوتا ہے اور چالیس سال سے جو " مجرمانہ سکوت " کیا اس پر بھی افسوس ہوا ۔ اور اب وقت آگیا ہے کہ بلاخوف لومۃ لائم الف سے یا تک انکی تحریرات و تالیفات کا مطالعہ کر کے جو حق و انصاف اور دین کی حفاظت کا تقاضا ہو وہ پورا کیا جائے ۔ واللہ سبحانہٗ ولی التوفیق ۔

محمد یوسف بنوری

(مودودی صاحب اکابر امت کی نظر میں ص۴۶)

(ج) " صبح روشن کیطرح یہ بات واضح ہوگئی کہ استاذ مودودی نے (اللہ تعالیٰ انھیں

راہ حق کی ہدایت فرمائے) بڑے بڑے انبیاء کرام کی تنقیص واہانت کی ہے۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت یوسفؑ، حضرت داؤد، حضرت یونس علیہ السلام کی تنقیص کی ہے، بلکہ حضرت خاتم النبیین حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں ایسے گستاخانہ کلمات تحریر کئے ہیں جو انتہائی گمراہ کن اور خطرناک ہیں"

(الاستاذ المودودی ج۶۔ ص۴۳ کا ترجمہ)

۱۱۔ حضرت مولانا سید مہدی حسن صاحب علیہ الرحمۃ سابق مفتی دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں

" مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ لوگ جماعت اسلامی (مودودی جماعت) سے اجتناب اور دوری اختیار کریں۔ اس میں شرکت زہر قاتل ہے اور مسلمانوں پر واجب ہے کہ لوگوں کو اس جماعت میں شرکت سے روکیں تاکہ گمراہ نہ ہوں، اور اس جماعت کا ضرر اسکے نفع سے کہیں زیادہ ہے۔ پس تسامح اور سستی اور غفلت جائز نہیں اور ہر وہ شخص جو اس جماعت کیطرف لوگوں کو دعوت دیگا یا اسکی تائید کرے گا یا کسی قسم کی اعانت کریگا گنہگار اور عاصی ہوگا اور معصیت کیطرف دعوت دینے والا شمار ہوگا۔ بجائے اسکے کہ وہ ثواب کا متوقع رہے۔

اور اس جماعت کا کوئی آدمی اگر امامت کرے گا تو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی"

سید مہدی حسن

(رئیس دار الافتاء دیوبند۔ ۲۳ جمادی الاخری ۱۳۷۰ھ)

۱۲۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم ارشاد فرماتے ہیں

" مودودی جماعت اور جماعت کے لٹریچر سے عام لوگوں پر یہ اثرات مرتب ہوتے ہیں کہ ائمہ ہدایت کے اتباع سے آزادی اور بے تعلقی پیدا ہو جاتی ہے جو عوام کے لئے مہلک اور گمراہی کا باعث ہے۔

جو حضرات اسکو معمولی سمجھتے ہیں انکو غالباً جماعت کے افراد سے اختلاط کی نوبت نہیں آتی جس سے انکو مضرتوں کا اندازہ نہیں ہوتا۔

بہر حال یہ ناکارہ اس جماعت میں شرکت یا اسکا لٹریچر پڑھنے کو مسلمانوں کے لئے انتہائی مضر سمجھتا ہے" والسلام

محمد زکریا مظاہر العلوم۔ سہارن پور۔

۱۶ ذی الحجہ ۱۳۷۶ھ

(مودودی صاحب اکابر امت کی نظر میں صفحہ ۱)

۱۳۔ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب دامت برکاتہم مہتمم دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں

(الف) " جماعت اسلامی کے جدید فقہیات اور تفقہ کی فرعیات جو جناب نے قلمبند فرماکر ارسال فرمائیں انھیں پڑھکر افسوس ہوا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نیا فقہ تیار ہو رہا ہے اور پرانے فقہ کا لباس اتار کر پھینکا جارہا ہے انا للّٰہ الخ "

(جماعت اسلامی کا شیش محل ص۱۱)

(ب) " جہاں تک مودودی صاحب کی فقہ و تصوف میں رائے زنی اور دخل دینے کا تعلق ہے مجھے اس سے شدید اختلاف ہے میں انکی تحریرات اور طرز استدلال نیز نوعیت معلومات سے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ نہ انھیں دونوں فنون سے مناسبت ہے اور نہ وہ انمیں مستند معلوم ہوتے ہیں .... موصوف کے اصول پر جبکہ مستند علمائے ماہرین دین حتیٰ کہ سلف صالحین کا اجتہادی استنباط اور فہم نصوص کسی درجہ میں بھی قابل اعتبار نہیں تو ان کے اصول پر خود ان کا استنباط یا فہم نصوص دوسروں کے لئے کیسے قابل قبول اور لائق اعتنا ہو سکتا ہے .... اسلئے فقہ اور تصوف میں جس حد تک ان کے استدلال یا استنباط یا بیان مفہوم کا تعلق ہے نہ وہ حجت ہے نہ قابل التفات "

(مودودی صاحب اکابر امت کی نظر میں ص۱۵)

۱۴۔ حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی سابق رکن جماعت اسلامی اپنے "رجوع نامہ" میں فرماتے ہیں

(نوٹ) حضرت مولانا کا "رجوع نامہ" تو خاصا طویل اور پوری داستان ہے اس لئے ازراہ اختصار جستہ جستہ کچھ اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں:۔

(الف) "میرے قیام کو ایک ہی ہفتہ گذرا ہوگا کہ میرے سامنے بعض چیزیں ایسی آئیں جن سے معلوم ہوا کہ احکام شریعت کی جس درجہ پابندی یا کہنا چاہیئے کہ جس درجہ کا عملی تقویٰ جماعت کے ہر رکن کیلئے شرطاً لازم قرار دیا گیا ہے خود مولانا مودودی نے اپنے کو ابھی تک اسکا بھی پابند نہیں بنایا ہے۔ . . . . بلکہ اس بارے میں ان میں اسقدر تہاون اور اتنی سہل انگاری ہے جو مقام تقویٰ کے بالکل منافی ہے۔"

(جماعت اسلامی سے مجلس مشاورت تک ص ۲۴)

(ب) "اب دار الاسلام میں مولانا کے ساتھ ہفتہ عشرہ قیام کرنے کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ انکا حال وہ نہیں ہے جو انکے بتلانے سے میں نے سمجھا تھا اور جس کا میں نے بار بار اپنے زبان و قلم سے اظہار کیا ہے اب میں میں محسوس کرتا تھا کہ اس نئے علم و انکشاف کے بعد بھی اسی طرح میرا

رکن جماعت بنا رہنا ایک ایسی عملی شہادت ہے جسکا غلط اور خلاف
واقع ہونا مجھے معلوم ہو چکا ہے اور ایک طرح کا نفاق ہے"
(ص ۳۵)

(ج) "اسکے بعد میں نے جماعت سے علیحدگی کا فیصلہ کر لیا اور دلی رنج وقلق
کے ساتھ اپنے اس فیصلہ کی اطلاع میں نے مولانا مودودی صاحب کو
دیدی ______ اس اطلاع کے بعد مولانا کا جو خط آیا اسکا
رنگ بالکل دوسرا تھا ______ انھوں نے وہ خط مجھے
اس انداز میں لکھا اور اس کے ذریعہ گویا مجھے خبردار کیا کہ اگر ضرورت اور
مصلحت داعی ہو تو میں کن حدود تک جا سکتا ہوں۔ اس خط سے مجھ پر یہ چیز
اور بھی واضح ہو گئی کہ مولانا میں خدا ترسی کی کتنی کمی ہے۔ اور تقوے اور
فکر آخرت کی نہایت موثر دعوت دینے کے باوجود خود انکا باطن ان نفکو
کی حقیقتوں سے کس درجہ خالی ہے، اور اگر ضرورت پڑے تو وہ عام دنیادا
اور ناخدا ترس لیڈروں اور صحافیوں کی سطح پر بھی آ سکتے ہیں"
(ص ۴۹ و ص ۵۰)

(د) "ظاہر ہے کہ فہم دین کے بارے میں سلف سے بے اعتمادی ساری
گمراہیوں اور سارے فتنوں کی جڑ ہے" ______ "اور
یہ ذہنیت جماعت سے تعلق رکھنے والے حلقوں میں اب عام ہو رہی ہے
تو پھر اس میں شبہ نہیں ہے کہ یہ بہت بڑا شر ہے" ______
______ ممکن ہے بعض لوگ اس ذہنیت
کی خطرناکی کو پوری طرح نہ سمجھ سکتے ہوں اور اس لئے وہ اسے معمولی سی اور
ہلکی سی بات سمجھیں لیکن جن کے سامنے اس امت کے گمراہ فرقوں اور

گمراہ لوگوں کی تاریخ ہے وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ فہم دین کے بارے میں سلف سے اعتماد اٹھ جانے کے بعد کوئی حصار باقی نہیں رہتا پھر آدمی پرویز بھی بن سکتا ہے برق بھی بن سکتا ہے اور ان سے آگے بھی جا سکتا ہے ——— ہر گمراہی کی پہلی بنیاد یہی ہوتی ہے کہ آدمی کا اعتماد دین کے فہم کے بارے میں سلف سے اُٹھ جائے۔"

(صلا۶ و صلا۶۲)

(۶) "اللہ کی شان ہے جماعت اسلامی کے ابتدائی دور میں مولانا مودودی نے اسوقت کے اپنے معترضین مولانا عبد الماجد صاحب وغیرہ کو جواب دیتے ہوئے اپنے جن جن ساتھیوں کا نام لیکر کہا تھا کہ اگر مجھ میں کوئی زیغ ہوتا اور میں فتنہ کی طرف جانے والا ہوتا تو یہ فلاں فلاں جیسے اللہ کے بندے میرے ساتھ کیوں ہوتے؟ اُن سب ہی نے ایک ایک کر کے انکا ساتھ چھوڑ دیا۔ یاد آتا ہے کہ سب سے پہلے انھوں نے اس سلسلہ میں اس عاجز کا نام لیا تھا اور اسکے بعد مولانا علی میاں اور مولانا امین احسن کے نام بھی لکھے تھے۔ یہ عاجز تو صرف چند دن ہی انکے ساتھ رہکر ساتھ چھوڑ نے کا فیصلہ کرنے پر مجبور ہوا، مولانا علی میاں نے بھی جلد ہی اپنے حق میں یہی فیصلہ کیا اور قریباً ۱۵ برس ساتھ دینے کے بعد مولانا اصلاحی کو بھی ساتھ چھوڑ نا پڑا۔"

(صنے و صلے)

۱۵ ۔ حضرت مولانا ابوالحسن علی صاحب ندوی دامت برکاتہم سابق رکن جماعت اسلامی تحریر فرماتے ہیں

(واضح ہو کہ "تیسری بیماری" کے تحت استاذ مودودی کی جو عبارت "قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں" نامی کتاب سے نقل کیجا چکی ہے حضرت مولانا ابوالحسن علی صاحب ندوی اسی کا تجزیہ و تبصرہ فرماتے ہوئے فرماتے ہیں):۔

"اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس طویل مدت میں یہ کتاب (قرآن مجید) غفلت اور جہالت کی نذر رہی اسکے حقائق کو سمجھا نہیں جا سکا اور نزول قرآن کے تھوڑے ہی مدت کے بعد اس سے استفادہ کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ یہ تصویر قرآن کی آیت مبارکہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ٥ کے خلاف ہے کیونکہ فضل و احسان کے موقع پر حفاظت کے وعدہ میں مطالب کا فہم، انکی تشریح، اسکی تعلیمات پر عمل اور زندگی میں انکا انطباق بھی شامل ہوتا ہے اور ایسی کتاب کی کیا قدر و منزلت ہو سکتی ہے جو طویل مدت تک معطل پڑی رہے نہ سمجھی جائے نہ اسپر عمل کیا جائے غور فکر کا یہ انداز جسے دور حاضر کے بعض مفکرین انشا پرداز اختیار کر رہے ہیں (مولانا ندوی کی یہ بلاغت قابل تحسین ہے کہ علامہ مودودی کیلئے انھوں نے مفکر و انشار پرداز سے کوئی بلند مقام تجویز کرنا پسند نہ فرمایا کیا ہی اچھا ہوتا کہ مولانا اس موقع پر بعض کا پردہ اور ابہام بھی دور فرما کر اصل شخصیت کو بے نقاب فرما دیتے کہ ہر شخص اس کنایہ و تلمیح سے لطف اندوز ہو جاتا) ایسی ابدی، انقلاب آفرین صلاحیتوں اور کارناموں سے بھرپور امت پر ایک طویل المیعاد فکری تحط اور ذہنی و عملی تعطل کا الزام عاید کرتا ہے۔ جو درخت اپنی زندگی کی بہترین مدت میں برگ و بار نہ لائے اور بیحاصل و سبے ثمر پڑا رہے اسکی افادیت اور فکری صلاحیت مستقل طور پر مشکوک ہو جاتی ہے اور مستقبل میں بھی بھلائی کی امید کرنی مشکل ہے۔ نتیجہ اگرچہ بادی النظر میں کچھ زیادہ اہم اور سنگین نمعلوم ہو لیکن اسکے اثرات ذہن و دماغ اور طرز فکر پر بڑے بڑے اور دور رس

ہیں اسلئے کہ یہ اس امت کی صلاحیت ہی میں شک و شبہ پیدا کر دیتا ہے جو صرف دین پیغام کی حامل ہے بلکہ اسکو دنیا میں پھیلانے، اسکی تشریح کرنے اور اسکی حفاظت کی ذمہ دار ہے اور اس سے امت کی گذشتہ تاریخ، اسکے مجددین، مصلحین اور مجتہدین کے علمی و عملی کارنامے بھی مشکوک اور کم قیمت ہو جاتے ہیں اور آئندہ کیلئے بھی یہ بات بڑی مشتبہ ہو جاتی ہے کہ جو کچھ کہا گیا اور سمجھا گیا وہ صحیح ہے اور جو کچھ کہا جائے گا اور سمجھا جائیگا وہ شک و شبہ سے بالاتر ہے، اس سے ظاہر و باطن، مغز و پوست کے اس فلسفہ اور دینی حقائق کو ایک عسیر الفہم معمہٰی اور چیستان قرار دینے کی سعی کو شہ ملتی ہے، جس سے باطنیوں کے مختلف فرقوں نے مختلف زمانوں میں فائدہ اٹھایا" (منصب نبوت اور اسکے عالیمقام حاملین ص۲۰)

(اکابر امت کی نظر میں ص۵ تا ص۵)

اپنی تازہ تصنیف میں ارشاد فرماتے ہیں: ـ

"اس کتاب کی تالیف میں مختلف قوی محرکات و دواعی کے باوجود بہت تاخیر سے کام لیا گیا، اور اس موضوع پر اپنے طرز عمل اور افتاد طبع کے خلاف اسی وقت قلم اٹھایا گیا جب اسکا پوری طرح مشاہدہ اور تجربہ ہو گیا کہ اس دعوت و لٹریچر سے جو جماعت تیار ہو رہی ہے اسکا ایک نیا دینی مزاج بنتا جارہا ہے جسکی طرف اوپر کی سطور میں اشارہ کیا گیا ہے، اور اسکا قوی اندیشہ پیدا ہو گیا ہے کہ وہ دین کا ایک نیا فہم، نئی تعبیر نئے اقدار و معیار پیدا کرلے، اور ملت کے ایک تعلیم یافتہ ذہین مخلص اور باعمل صاحب عزم طبقہ کی فکر و سعی کا کارواں کتاب و سنت، سیرت و اسوۂ رسول، فکر آخرت اور ایمان و احتساب کی شاہراہ سے ہٹ کر محض جماعتی تنظیم اور مسلمانوں کے لئے حصول حکومت و اقتدار کے راستہ پر پڑ جائے، اور پھر اسکی واپسی مشکل ہو جائے۔ اس ناخوشگوار کام کو (خدا علیم و خبیر ہے) عنداللہ مسئولیت اور شہادت حق کے خیال سے انجام دیا گیا ہے"

(عصر حاضر میں دین کی تفہیم و تشریح ص۱۶)

گاڑی پٹری سے اتر گئی

حضرت مولانا ندوی فرماتے ہیں :-

" اس فکر اور طرز تحریر سے (جس کے کچھ نمونے اوپر پیش کئے گئے ہیں) اندیشہ پیدا ہوتا ہے (اور اسکے آثار و علامات ظاہر ہو چکی ہیں) کہ جن لوگوں کے دینی معلومات اور اسلام سے واقفیت کا تنہا ذریعہ اسلام کی یہی تفہیم و تشریح ہوگی انکا تعلق اللہ کی ذات سے ایک محدود خشک، بے روح اور ضابطہ کا تعلق ہوگا جو ان اندرونی کیفیات سے خالی ہوگا جو مومن سے مطلوب ہیں۔ خصوصیت کے ساتھ جب بار بار انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا مقصد اور انکی تعلیمات کا ماحصل اسی دنیا اور اسکی محدود زندگی میں تبدیلی پیدا کرنے صالح انقلاب کرنے ـــــ کو بار بار پوری بلند آہنگی کے ساتھ اس طرح بیان کیا جائے کہ محبت و رضائے الٰہی اور فلاح اخروی کے تصورات و توقعات اسکے نیچے دب کر رہ جائیں تو یہ امر بالکل قدرتی ہے اور اسکا یہ نتیجہ بالکل خلاف عقل و فطرت نہیں کہ فکر و اہتمام اور سعی و عمل کی پوری گاڑی ایمان بالغیب، شوق آخرت، طلب محبت و رضا کی اس پٹری سے ہٹ کر جس پر انبیاء علیہم السلام اسکو ڈالتے ہیں طلب عزت و غلبہ اور شوق اقتدار اور بالاختصار مادیت کی پٹری پر پڑ جائے "

مولانا ندوی کا قابل غور سوال

حسب ذیل اقتباسات پر نظر ڈالی جائے اور رائے قائم کی جائے کہ فکر کے اس سانچے سے کس طرح کے دل و دماغ ڈھل کر نکلیں گے :-

(۱) اسلام کا اصل مقصد صالحین کی ایک ایسی جماعت بنانا ہے جو انسانی تمدن کو خیر و فلاح کی بنیادوں پر تعمیر کرے (اسلامی عبادات پر ایک تحقیقی نظر حصہ اول)

(۲) اسی تہذیب و تمدن کو دنیا میں قائم کرنے کیلئے انبیاء علیہم السلام پے درپے بھیجے گئے تھے۔ (تجدید و احیائے دین ص۲۱)

(۳) پس دنیا میں انبیاء علیہم السلام کے مشن کا منتہائے مقصود یہ رہا ہے کہ حکومت الٰہیہ قائم کر کے اس پورے نظام زندگی کو نافذ کریں جو وہ خدا کی طرف سے لائے تھے" (آگے چلکر لکھتے ہیں) "اسی وجہ سے تمام انبیاء نے سیاسی انقلاب پا کرنے کی کوشش کی بعض کی ساعی صرف زمین تیار کرنے کی حد تک رہیں جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور بعض نے انقلابی تحریک عملاً شروع کر دی مگر حکومت الٰہیہ قائم کرنے سے پہلے ہی انکا کام ختم ہو گیا جیسے حضرت مسیح علیہ السلام اور بعض نے اس تحریک کو کامیابی کی منزل تک پہونچا دیا جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم" (تجدید و احیائے دین صہ ۲۲)

عبادات کی مقصدیت و اہمیت خطرہ میں

حضرت مولانا ندوی فرماتے ہیں: ۔ "اسی کیساتھ اسکا اضافہ کیجئے کہ داعی (علامہ مودودی) پر یہ مرکزی خیال اتنا مستولی ہو جاتا ہے کہ اکثر تمام اسلامی عبادات اور اسلام کے ارکان اربعہ (نماز، روزہ زکوٰۃ، حج) اسی مقصد اصلی کے وسائل و ذرائع اور اسکے لئے مشق و تمرین نظر آنے لگتے ہیں"۔

خاتمہ

حضرات! استاذ مودودی کی مودودیت سے پیدا ہونے والی مختلف گمراہیوں اور بیماریوں کی چند مثالیں اور حضرات علمائے دین اور حکمائے اسلام کی "ایکسرے رپورٹ" صفحات گذشتہ میں ملاحظہ میں لائی جا چکی ہیں،

کسی بھی صاحب خلوص و صاحب ایمان کیلئے "عبرت گیری" اور "ہدایت پذیری" کو اتنا ہی بہت کافی ہے اس پر کسی مزید حاشیہ اور تشریح یا تنقید و تبصرہ کی مطلق ضرورت نہیں ہے ـــــ تاہم یہ وضاحت بہر حال ضروری ہے کہ اس رسالہ کی پیشکش سے راقم السطور کا مقصد و مدعا صرف اسی قدر ہے کہ جو حضرات اپنے خلوص جذبۂ دینی سے مجبور اور مودودیت کے دام ہمرنگ زمیں سے بیخبر ہو کر اس تحریک کا شکار ہو گئے ہیں یا ہو جانے کے خطرہ میں ہیں وہ اسکی اصل حقیقت سے پوری طرح باخبر ہو جائیں۔ ع۔ بر رسولاں بلاغ باشد و بس۔

مناسب مقام معلوم ہوتا ہے کہ اسی سلسلہ میں جناب کوثر نیازی صاحب رکن جماعت اسلامی پاکستان کے "استعفا نامہ" کے بھی کچھ اقتباسات پیش کر دیئے جائیں

ایک مکتوب

اور ـــــ استعفا نامۂ جناب کوثر نیازی صاحب

(استعفا نامہ سے پہلے موصوف کے طویل خط مورخہ ۱۲-۲-۶۵ کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں)

مکتوب

"جماعت نے صدارتی انتخاب میں اپنے سابقہ موقف کو چھوڑ کر محترمہ فاطمہ جناح کی حمایت کو دین اسلام کا تقاضا اور جہاد قرار دیدیا آپ باہر تشریف لے آئے اور جماعت کی پوری طاقت کو آپنے اس انتخابی مہم میں جھونک دیا اسکے خطرناک نتائج اور عواقب ـــــ ہمارے سامنے ہیں ـــــ میں مسلسل غور و خوض کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اس سے جماعت ایک ایسے راستہ پر ڈالدی گئی ہے جو دینی اعتبار سے سخت دوغلے پن (مجھے اس سخت لفظ کیلئے معاف فرمائیے) بلکہ نفاق کا راستہ ہے ـــــ ہم نے غریب اسلام پر جو نوازش کی ہے اور حرمتوں کی ابدی اور غیر ابدی تقسیم کا جو نیا طریقہ پیش کیا ہے اسکے بعد دینی حلقے تو ایک طرف رہے دوسرے غیر جانبدار عناصر حتی کہ اپوزیشن تک کے بعض نمایاں افراد ہمیں ابن الوقت اور سیاست کی خاطر دین میں ترمیم و تحریف کرنیوالا گروہ تصور کرنے لگے ہیں ـــــ آپ اجازت دیں تو تحریر کروں کہ حرمتوں میں ابدی اور غیر ابدی تقسیم مان لینے کے بعد ہمارا موقف منکرین حدیث کے گمراہ کن نظرئیے سے بھی زیادہ خطرناک ہو جاتا ہے ـــــ ہم نے امیدواری کو حرام قرار دیا اسکے لئے صحابہؓ تک کسی جلیل القدر شخصیت میں امیدواری کا کوئی پہلو ہمارے سامنے پیش کیا گیا تو ہم نے اپنی اجتہادی رائے کو نص کا درجہ دیکر اسپر تنقید کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا مگر اب ہم اپوزیشن کے ساتھ ملکر امیدواروں سے خود درخواستیں طلب کر رہے ہیں ـــــ پہلے ہم نے صدارتی سے بھی بڑھکر امارتی تصور خلافت پیش کیا اب ہم پارلیمانی نظام جمہوریت کو اسلامی قرار دے رہے ہیں ـــــ پہلے

ہم جلسوں اور نعروں کو غیر اسلامی کہتے تھے اب غلاف کعبہ تک کے جلوس نکالتے اور اپنے رہنماؤں کیلئے "زندہ باد" کے نعرے لگاتے ہیں ــــــــ لین دین کے معاملات میں کارکن تو ایک طرف رہے ہمارے رہنما تک افسوناک کردار رکھتے ہیں۔ امانتیں ضایع ہو رہی ہیں، عشر اور زکوٰۃ کی رقوم سیاسی اور انتخابی مہمات اور ہمہ وقت کارکنوں کی تنخواہوں پر صرف کی جارہی ہیں ــــــــ ہماری مجالس میں خدا اور رسول کا تذکرہ بھی برائے بیت رہ گیا ہے۔ عبادات میں ہم سخت تساہلی کا شکار ہیں اور شاید یہ بھی ہمارے لٹریچر کا غیر شعوری اثر ہے جس میں عبادات کو مقصود کیلئے ذریعہ اور وسیلہ قرار دیا گیا ہے ــــــــ میرا خط طویل ہوگیا ــــــــ خدا گواہ ہے کہ یہ سب کچھ میں نے معاندانہ جذبے سے نہیں ایک حقیقی بہی خواہ اور ہمدرد کے جذبے سے سپرد قلم کیا ہے ــــــــ ۔جماعت سے میرا پندرہ سولہ سالہ تعلق مجبور کرتا ہے کہ میں آپ کے دوسرے مشیروں کی طرح محض "سب اچھا" رپورٹ آپ کے سامنے پیش نہ کروں بلکہ "پوست کندہ حقائق" پر آپ کو غور و فکر کی دعوت دوں اب کیا ہو؟ میری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا ہے"

(قومی آواز لکھنؤ۔ مورخہ یکم مارچ ۱۹۶۵ء)

(بحوالہ جماعت اسلامی کا شیشش محل ص ۴۴ تا ۴۹)

استعفاء " آپ کی طرف سے میرے خط مورخہ ۱۲ فروری ۱۹۶۵ء کا جواب موصول ہوا مجھے افسوس ہے کہ اپنے خط کے آخری حصہ میں میں نے جس خدشہ کا اظہار کیا تھا کہ کہیں ان دردمندانہ معروضات پر غور کرنے کے بجائے آپ غصہ میں نہ آجائیں وہی ہوا اور آپ نے مختصر جواب میں وہ سب کچھ کہدیا جو غصہ کی حالت میں کہا جاسکتا تھا . . . .

"میں نے جماعت کو حق کا علمبردار سمجھا تو اسکی ایک ایک بات کی تبلیغ

وتائید میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی اور جن لوگوں نے جماعت کی مخالفت کی انکے حملوں سے اسے محفوظ رکھنے کیلئے ان تمام توانائیوں کو نچوڑ دیا ـــــــــ اب اگر میں اپنے سترہ سالہ تجربات کی بنا پر اس آخری فیصلہ پر پہونچ چکا ہوں کہ جماعت فکری وعملی دونوں پہلوؤں سے صراط مستقیم سے بھٹک چکی ہے اور اس فیصلہ کا اظہار میں اسلئے لوگوں کے سامنے کروں کہ جن ہزاروں افراد کو میں نے جماعت سے متعارف کرایا کم از کم ان کے سامنے میں بری الذمہ ہوجاؤں، تو میرا طرز عمل کیوں للہ فی اللہ اور حقیقی بہی خواہی پر مبنی نہیں ہوگا؟ یہ عجیب بات ھے کہ ایک طرف تو آپ تجدید واحیائے دین کا کام کرنے کیلئے اولین ضرورت یہ محسوس فرماتے ہیں کہ صدیوں پہلے فوت ہونے والے ان نفوس قدسیہ پر شدید ترین تنقید کریں جو تقویٰ للٰہیت، اخلاص اور دین کیلئے ایثار کرنے میں ضرب المثل ہوں اور پھر اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے آپ مستقل تصانیف شایع فرمائیں، لیکن اگر کوئی شخص دیانت داری سے مسلسل تجربات وشواہد کے ساتھ یہ رائے قائم کرے کہ آپ کا طرز عمل غلط، دین کے خلاف یا مسلمانوں کیلئے گمراہ کن ہے اور وہ اپنی اس رائے کو باقاعدہ دلائل کے ساتھ پیش کرے تو آپ اس شخص کے بارے میں یہ فتویٰ صادر فرمائیں کہ یہ اخلاص اور للٰہیت سے محروم ہو چکا ہے اور بعض دوسرے محرکات کے تحت یہ کام کر رہا ہے" ـــــــــ ۱۹۴۱ء سے لیکر اب تک جس کسی شخص نے جماعت سے اختلاف یا علحدگی اختیار کی آپ نے ہمیشہ اسکے بارے میں ان ہی دوسرے محرّکات کا ذکر فرمایا ہے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ وہ اس اختلاف میں مخلص نہ تھا ـــــــــ تو مجو ایسا

سراپا معصیت آپکی اس نوازش پر شکوہ سنج کیوں ہو؟

"جماعت میں میری شمولیت کے محرکات کیا تھے ـــــــــ اور آپ کے اس طرز عمل کے خلاف اظہار رائے کے محرکات کیا ہیں؟ اسکا بھید

اس روز کھلے گا جس دن تمام چہروں سے نقاب اٹھ جائے گا، اور اس دن میں داور محشر کے حضور آپ سے ان دوسرے محرکات کو متعین کرنے کا سوال کرسکوں گا۔

آپ کے اس خط کے بعد اب میں جماعت میں شریک رہنے کا کوئی جواز نہیں پاتا، لہٰذا میں جماعت اسلامی کی رکنیت سے مستعفی ہوتا ہوں۔

(کوثر نیازی) قومی آواز ۴ مارچ ۶۵ء

(جماعت اسلامی کا شیش محل ص ۵۲ تا ص ۵۳)

عبدالقدوس رومی۔ مفتی شہر جامع مسجد آگرہ

۳ محرم الحرام ۱۳۹۹ھ

خُدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے

جس نے محض اپنے فضل وکرم سے نصرت حق کی اس ادنیٰ کوشش کو مقبول عام بنا کر اپنے قبول خاص سے نوازا کہ صرف تین ماہ کی قلیل مدت میں اس کتابچہ کا پہلا ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ نکل گیا۔ ارادہ تھا کہ طبع ثانی کے وقت اسمیں مزید کچھ اضافے کرکے کچھ اور مفید بنانے کی کوشش کیجائیگی لیکن دوسرے ایڈیشن کی ضرورت و نوبت کچھ ایسی عجلت میں سامنے آئی کہ اضافہ کا ارادہ روبعمل نہ ہوسکا۔ اللہ تعالیٰ نے اگر مدد فرمائی تو آئندہ کچھ کرسکونگا۔

عبدالقدوس رومی

۱۰ / ۷۹

مصنّف کی دوسری کتابیں

۱۔ دیوبند سے بریلی تک (پانچواں ایڈیشن زیر طبع)

۲۔ تحریک مودودیت کی ایکسرے رپورٹ (دوسرا ایڈیشن) I/50

۳۔ مودودیت کے ایک آئینہ میں تین چہرے I/50

۵۔ "تفہیم القرآن" سمجھنے کی کوشش جلد اول (زیر طبع)